خدمتِ دین وعلم

کے

دائمی اور ابدی امکانات

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

مرتب ـــــ محمد اسعد قاسمی

مکتبہ
دار العلوم الاسلامیہ پوسٹ بکس ۲ بستی

www.abulhasanalinadwi.org

باراول

سنہ ۱۴۱۴ھ ، سنہ ۱۹۹۳ء

کتابت ——— انصار اللہ قاسمی

طباعت ——— غازی پریس بستی

صفحات ——— ۱۶

قیمت ———

ناشر

مکتبہ دارالعلوم الاسلامیہ پوسٹ بکس ۲

بستی، یوپی

فہرست عناوین

خدمتِ دین وعلم کے دائمی اور ابدی امکانات ۵

انسان کی مخفی صلاحیتیں ۶

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشان ست ۷

کامیابی کی چند شرائط ۸

تذکرۂ اسلاف کے متضاد اثرات ۹

توفیق الٰہی ہر زمانہ کے لحاظ سے ہوتی ہے ۱۰

برخود نظر کشا زتہی دامنی مرنج ۱۱

اہل درد وخلوص کی کمی ۱۲

اخلاص کی برکت ۱۳

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدمتِ دین و علم کے دائمی اور ابدی امکانات

۲۷ فروری ۱۹۸۳ء کو شہر بستی میں دینی تعلیمی کونسل کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ایک اہم کانفرس میں شرکت کے لئے عالم اسلام کی ممتاز و مایۂ ناز شخصیت مفکر اسلام حضرت مولانا سید **ابوالحسن علی** ندوی دامت برکاتہم یہاں تشریف لائے۔ آپ کے اعزاز میں شہر میں متعدد پروگرام ہوئے ان میں ایک عظیم الشان پروگرام ۲۷ فروری ۸۳ء کو صبح آٹھ بجے دارالعلوم الاسلامیہ میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد جناب مولانا محمد مرتضیٰ صاحب مظاہری ناظر کتب خانہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ و رکن دارالعلوم الاسلامیہ نے تمہیدی تقریر کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت گرامی میں دارالعلوم الاسلامیہ کی طرف سے راقم سطور نے سپاس نامہ پیش کیا۔ اخیر میں حضرت مولانا مدظلہ نے طلبہ و اساتذہ اور معززین شہر کو خطاب فرمایا۔ تقریر کا مکمل متن ٹیپ کی مدد سے مرتب کر کے افادۂ عام کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔

محمد اسعد قاسمی
دارالعلوم الاسلامیہ بستی

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ مسنونہ کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی

یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ط

حضرات یہ مولوی محمد مرتضٰی صاحب تقریر کر رہے تھے اور جب سے یہ جلسہ شروع ہوا تو میں یہ سوچ رہا تھا کہ شاید میری بھی باری آجائے اور مجھے کچھ کہنا پڑے۔ میں کیا کہوں ؟ ہر وقت طبیعت حاضر نہیں ہوتی اور کچھ طبیعت کا اضمحلال اور سفر کی ماندگی بھی، اس کے بعد سپاس نامہ پڑھا گیا۔

یہ بڑا ابتلاء ہے اور اس کو برداشت کرنے کے لئے بڑا ظرف چاہئے لیکن کچھ ایسی شخصیتوں کا ذکر کیا گیا۔ مولوی محمد مرتضٰی صاحب نے ایسی محبوب شخصیتوں کا ذکر کیا کہ جن سے کچھ داغ کہن تازہ ہوگئے اور کچھ کہنے کی ضرورت بھی محسوس ہوئی۔

انسان کی مخفی صلاحیتیں

انسان اپنی ذات سے خاک کا پتلا ہے، وہ بذات خود کسی کمال کا مالک نہیں ہے۔ اپنی فطرت کے لحاظ سے وہ عاجز ہے، بے علم ہے، بے کمال ہے، بلکہ بے صفت ہے، بے حیثیت ہے کوئی اس کی قدر و قیمت نہیں۔ اس کے اندر جو کچھ کرنے کی طاقت اور عمل کی توفیق پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سے ان کمالات کا اظہار ہوتا ہے جن کی وسعتوں، گہرائیوں اور بلندیوں کی پیمائش کوئی بڑے سے بڑا

انسانی ذہن نہیں کرسکتا۔ اور کسی بڑے سے بڑے شاعر کا تخیل بھی وہاں تک پہونچ نہیں سکتا وہ سب کچھ درحقیقت نتیجہ ہے ارادۂ الٰہی اور امر الٰہی کا اور یہی حقیقت ہے جو اس آیت میں بیان کی گئی کہ "یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ" وہ چاہے تو بے جان خاکی پتلوں میں جان ڈالدے اور جان ہی نہ ڈالدے بلکہ مسیحائی کا کام لے۔

جو نہ تھے خود راہ پر غیروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا۔

یہ جب نبی ؐ کا کارنامہ ہے تو خدا کی قدرت کا کیا پوچھنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سب تعریف خدا کی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ وہ جس سے چاہے کام لے، اور جب چاہے کام لے اور پھر جتنا چاہے کام لے۔ یہ سب چیزیں اور سارے حدود و قیود اللہ تبارک و تعالی کی طرف سے ہیں۔ تو تعریف اصل میں اللہ کی ہے۔

ہنوز آں ابر رحمت درفشان ست

حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے رفقاء اور تربیت یافتہ حضرات جن میں حضرت مولانا سید جعفر علی صاحب بستویؒ کا نام یہاں پر زیادہ موزوں اور برمحل ہے۔ یہ سب حقیقت میں امر الٰہی اور ارادۂ الٰہی کا کرشمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں سے کام لیا، اور انہوں نے دین کے احیاء کا وہ کام اور فرض انجام دیا۔ اور اس طرح دلوں کو زندہ کردیا، آنکھوں کو روشن کردیا، روحوں کو بے تاب

www.abulhasanalinadwi.org

بنا دیا اور جہالت کے بادل چھٹ گئے، علم کے دریا بہہ گئے، جگہ جگہ اور چپہ چپہ پر مدرسے قائم ہوئے اور گھروں کی فضائیں اور وسعتیں اللہ کے نام اور اس کے ذکر سے معمور ہو گئیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے ارادہ "کُنْ فَیَکُوْن" کا کرشمہ ہے وہ جس سے جب چاہے کام لے۔

تو ہیں بزرگوں کے نام سے بجائے اس کے کہ ہمارے اندر مایوسی کی کیفیت پیدا ہو اور یہ خیال ہو کہ اب ایسی ہستیاں کہاں ہیں اور اب ایسے لوگ کہاں پیدا ہو سکتے ہیں۔ ایک پہلو یہ بھی ہے جو بڑے بڑے بزرگوں کے نام لینے سے بعض اوقات ایک قدرتی اثر کے طور پر یا ردعمل کے طور پر یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ لوگوں کو کچھ مایوسی سی ہوتی ہے کہ اب نہ ایسے بزرگ پیدا ہوں گے، نہ ایسی ہستیاں آئیں گی اور نہ یہ کام ہوگا اس کے برخلاف اس سے ہم کو حوصلہ مندی کا ایک پیام ملتا ہے اور کچھ کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سب کچھ ارادۂ الٰہی پر موقوف ہے۔ اور اس کی بے شک کچھ شرطیں ہیں پہلی شرط تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں اس کے بعد یہ ہے کہ۔

؎ دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر

کامیابی کی چند شرائط

اس کے لئے کچھ اخلاص کی ضرورت ہے، اور تھوڑے سے مجاہدے اور ایثار کی ضرورت ہے۔ اور عزم قوی کی ضرورت ہے تو اگر یہ صفات پیدا ہوں اور جب بھی یہ پیدا ہوں گی اور ادھر سے ارادۂ الٰہی ہوگا اور یہ کنکشن مل جائے گا۔

ارادۂ الٰہی کی اصل طاقت جب ایسی نیک نیتوں کے ساتھ اور اچھے ارادوں کے ساتھ کچھ اس طریقہ سے کوئی حقیر سا تخم ایک اچھی زمین میں پڑ جاتا ہے تو مٹی کی کیا حقیقت ہے؟ اور اس تخم کی کیا حقیقت ہے؟ اگر آپ اس کو ہتھیلی پر رکھ کر اڑا دیں تو وہ اڑ جائے اور یہ مٹی جس کے اندر نہ حلاوت ہے اور نہ طاقت ہے اور حیات بخشی تو بڑی چیز ہے۔ اس کے اندر سرے سے حیات ہی نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ زمین مردہ تھی ہم نے پانی کا ایک چھینٹا اس پر ڈال دیا "اِھْتَزَّتْ وَرَبَتْ" وہ جھوم اٹھی۔ تو جب ایک تخم کے ایک صحیح زمین پر ڈالنے سے یہ کھیتی پیدا ہو سکتی ہے جو ہم اور آپ دیکھ رہے ہیں۔ تو پھر قلب انسانی میں اگر صرف اتنی صفت پیدا ہو جائے کہ وہ دریغ نہ کرے اور خدا کی نعمتوں کی ناقدری نہ کرے اور خدا کی نعمت کو قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے تو پھر وہ کیا کچھ نہیں دکھا سکتی ہے۔ اور کیسے کیسے عجائبات اس سے ظہور میں نہیں آ سکتے ہیں۔

تذکرۂ اسلاف کے متضاد اثرات

بزرگوں کے نام لینے سے ایک قوی اثر تو یہ پڑتا ہے کہ آدمی کہتا ہے کہ بس اب تو آدمی کو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا چاہئے اور مایوس ہو جانا چاہئے کہ اب نہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے اور نہ ان کے بنانے والے اور نہ ان کی تربیت کرنے والے۔ اب کہاں شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ ہوں گے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ جن کے دامن عاطفت میں پرورش پائیں۔ اور کہاں ویسے خاندان

www.abulhasanalinadwi.org

کے وہ قدسی نفوس ہوں گے اور کہاں یہ کام ہوگا۔ اس کے برخلاف یہ اثر ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو اگر اپنے دین کو زندہ رکھنا ہے اور یقیناً رکھنا ہے۔ اور یہ دین آخری دین ہے اس کا کوئی بدل اور قائم مقام نہیں تو پھر بجائے اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے کے اللہ کی رحمت سے نئی نئی امیدیں قائم کرنی چاہئیں۔

ع فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم می کنند آنچہ مسیحاؑ می کرد

توفیق الٰہی ہر زمانے کے لحاظ سے ہوتی ہے

ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسی پایہ کی ہستیاں پیدا ہوں گی اور شاید اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ کے مطابق معاملہ کرتا ہے اور "كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ" کے بموجب اس کی تجلیات بھی مختلف ہوتی ہیں یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی طرز پر ہر زمانہ میں کام ہو۔ لیکن مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں اور حقیقت میں ہمارے یہ خس پوش مدارس، خس پوش تربیت گاہیں اور خانقاہیں ہی ایسے لوگوں کو پیدا کرتی تھیں جہاں وہ لوگ رہتے تھے۔ جو رہتے تو تھے جھونپڑوں میں لیکن وہ امیروں کیا بادشاہوں کے محلوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے تو ایسے خستہ حال لیکن بلند خیال جو اپنے بوریائے فقر پر بیٹھ کر بادشاہوں کو خاطر میں نہ لائیں اور جو اپنے کپڑوں میں پیوند لگا کر قبائے شاہی کو ہاتھ نہ لگائیں۔ ایسے لوگوں کی ضرورت ہے، ایسے درویشانِ خدامست کی ضرورت

ہے۔ اور ان کے پیدا ہونے کی امید ایسے ہی خس پوش مکانوں اور ایسی ہی سادہ و معمولی جگہوں ہی سے ہو سکتی ہے۔

آپ تاریخ اسلام اور اس میں بھی خاص طور پر اصلاح و تجدید کی تاریخ میں جن لوگوں کے نام سنتے اور پڑھتے ہیں وہ وہی لوگ ہیں جو غریب گھرانوں میں پیدا ہوئے۔ سادہ ماحول میں رہے اور ایک مدت گذری کہ ان کو پیٹ بھر کا کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا تھا۔ اور ان کے والدین تک کو نصیب نہیں ہوتا تھا کہ اپنے بچوں کو کیا کھلائیں۔ پھر انہیں جھونپڑوں میں سے وہ چراغ نکلے جنھوں نے عالم کا عالم روشن کر دیا۔

بر خود نظر کشا ز تہی دامنی مرنج

اور پھر اس کی ضرورت ہے کہ آپ اپنے وسائل کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں اور آپ ان کا موازنہ بڑے بڑے ان دار العلوموں اور مدارس و جامعات سے نہ کریں کہ جن کے افسانے آپ سنتے ہیں اور جن کو آپ بہت سے لوگ منتہائے پرواز اور منتہائے تخیل سمجھتے ہیں آپ ان کی قدر کریں اور کوشش کریں کہ ان کے اندر وہ صفات پیدا ہوں کہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہو۔ اور پھر اللہ تعالیٰ انہیں میں سے کسی کا انتخاب کر لے۔ اور پھر اس زمانہ کی ظلمتوں میں (جیسی کی ہر زمانے کی ظلمتیں ہوتی ہیں) پھر کوئی علم اور اصلاح کا نور پیدا ہو۔ یہ علاقہ میرے لئے خاص طور پر کہ میں نہ صرف یہ کہ تاریخ کا طالب علم ہوں بلکہ تاریخ نویسی کی بھی اللہ تعالیٰ نے سعادت و توفیق عطا فرمائی۔ تو یہ علاقہ نیپال کی پوری

www.abulhasanalinadwi.org

ترائی اور یہ مشرقی علاقہ اور خاص طور پر یہ ضلع بستی میرے لئے بہت کشش رکھتا ہے اور یہاں کے لوگوں سے پرانے تعلقات ہیں۔ جیسا کہ مولانا مرتضی صاحب نے اشارہ کیا، اور سپاس نامے میں بھی اشارے آئے۔

تو ہم یہاں جو آئے ہیں تو حقیقت میں ہم کسی اعزاز اور سپاس نامے کے مستحق نہیں تھے اور اس کا خیال بھی نہیں لیکن زمانہ میں ایک رسم ہو گئی ہے۔ بہر حال ہمیں کسی استقبال اور خیر مقدم کی ضرورت نہیں اور جیسا کہ کل ایک عزیز نے کہا کہ ہم اپنے گھر آئے ہیں اور حقیقت میں تو۔

ع ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست

لیکن دین کی خدمت کرنے والوں کا معاملہ یہ ہے کہ جہاں جائیں وہ ان کا گھر ہے اور وہاں جانا بھی ان کا فرض ہے اور خدمت کرنا بھی انکا فرض ہے۔

اہل درد و خلوص کی کمی

بہر حال ہمارے اوپر اس کی ایک ذمہ داری ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اور آپ بھی دعا کیجیے "کہ اللہ تعالیٰ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس مدرسہ کو ترقی دے اور اس قابل بنائے کہ یہاں پر اصل مقصد کو پورا کرنے والے لوگ پیدا ہوں۔

اس وقت نہ عالموں، نہ مصنفوں اور نہ اہل فکر کی کمی ہے۔ بلکہ اہل درد کی کمی ہے جن کے دلوں پر واقعی چوٹ ہو۔ جیسے کہ چوٹ حضرت سید احمد شہیدؒ کے لوگوں کے دلوں پر تھی۔ اور جیسی حضرت مولانا جعفر علی صاحبؒ پر ایک بے چینی کی کیفیت تھی کہ گاؤں گاؤں پھرنا، لوگوں کی خوشامد کرنا۔ گھر

گھر جانا دین کی طرف بلانا، سنتوں کا احیاء اور بدعتوں اور جاہلیت کی رسوم و عقائد کا ازالہ، ان سب کے لیے وہ ماہی بے آب کی طرح بے چین رہے۔ اسی طرح ان کی عمر اسی تڑپ اور سوز میں گذری۔ آج اس سوز کی کمی ہے، ساز کی کمی نہیں اور ہم زیادہ تر ساز کا مظاہرہ دیکھتے ہیں اور ہر جگہ ساز ہی ساز ہے۔

اور اب تو بہت جگہ مادیت اور کفر سے بھی ساز باز کر لیا گیا ہے اور ساز سے بھی معاملہ ساز باز تک پہونچ گیا ہے۔ تو اس وقت ساز سے زیادہ سوز اور صورت سے زیادہ حقیقت اور بے چینی کی ضرورت ہے۔

اخلاص کی برکتیں

اگر اللہ تعالیٰ آپ کے اس علاقہ میں دین کے دو ایسے آدمیوں کو پیدا فرما دے جن کو لوگوں کی جہالت سے اور جیسے کم سے کم قاضی عدیل صاحب عباسی مرحوم تھے کہ ان کے دل پر ایک چوٹ لگی کہ اگر یہی لیل و نہار رہے اور یہی سرکاری تعلیم رہی اور مسلمانوں کی آئندہ نسلیں اس کے حوالے ہوتی رہیں تو یہ اسلام سے بالکل بے بہرہ ہوں گی اور صرف سلبی طور پر بے بہرہ ہی نہیں ہوں گی بلکہ ایجابی طور پر یہ "ہندو دیو مالا"، اور جاہلیت ہندیہ کی حلقہ بگوش ہو جائیں گی۔ تو اس بے چینی و فکر نے اس دینی تعلیمی تحریک کو وجود بخشا۔ یہ میں نے ایک مثال دی کہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے ایک ایسے فرد پر کہ جس کے کام کرنے کے بہت سے میدان تھے اور وہ ہندوستان کے افق پر ایک روشن ستارے کی طرح

www.abulhasanalinadwi.org

چمک سکتا تھا۔ اس نے اپنے لئے کام کا ایک بظاہر چھوٹا اور حقیر سا میدان منتخب کیا اور اس میں اپنی صلاحیتوں کو صرف کیا اور آج اس کا نتیجہ ہم دیکھ رہے ہیں اور ابھی دیکھیں گے کہ کس پیمانہ پر آپ کے اس ضلع بستی میں کانفرس ہوگی۔ اور کہاں کہاں سے لوگ آئے۔

علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر سید حامد صاحب تشریف لائے ہیں ------ اور مختلف جگہوں سے اور بھی ماہرین تعلیم اور اہل فکر مسلمان اور دانشور حضرات آئے ہیں تو اس طرح بس ضرورت اس کی ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ ایسا کھڑا ہو جائے کہ جس کے دل پر چوٹ لگے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کو دیکھئے ؎

جہانے را دگرگوں کرد یک مرد خود آگاہے،

دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ یہاں سے لیکر امریکہ اور ابھی چند دن ہوئے روس تک ایک جماعت گئی تھی۔ تو ادھر دنیا کے ایک مشرقی کنارے سے دوسرے مغربی کنارے میں اور شمال و جنوب میں انہوں نے ایک حرکت پیدا کردی ہے تو ان کی بے چینی نے یہ حرکت پیدا کی۔ اسی کی ضرورت ہے۔ اور باقی یہ خیال کہ جب تک بڑی بڑی عمارتیں نہ ہوں، بہت بڑا بجٹ اور پروپگنڈہ نہ ہو، لٹریچر اور میگزین نہ ہو اور وہ جامعہ کی سطح کا کوئی مدرسہ نہ ہو تو اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ سب خیالات ہیں، حقیقت یہ ہے

کہ اصل چیز عزم، بے چینی اور درد ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ میں وہ روح اور وہ حقیقت پیدا کرے جس سے دینی تعلیم کا مقصدِ اصلی حاصل ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہماری دعوتی مطبوعات

١ —— نماز کی اہمیت اور انسانی زندگی پر اس کے اثرات
از عبد الباسط قریشی

٢ —— زادِ کارواں المأثورات "حسن البنا شہیدؒ" کا اردو ترجمہ
اور شب و روز کی دعاؤں کا ایک دلآویز مجموعہ
از محمد اسعد قاسمی

٣ —— اسلام کا پیغام نوع انسانی کے نام
از عبد الباسط قریشی

٤ —— انسان اور اس کا مستقبل —— از عبد الباسط قریشی

٥ —— دعوت اسلام ایک اہم فریضہ —— از عتیق احمد قاسمی

ان تمام رسالوں میں حضرت مولانا علی میاں صاحب مدّظلہ کے قیمتی تاثرات بھی شامل ہیں۔

ناشر

مکتبہ دار العلوم الاسلامیہ بستی یوپی، الہند

www.abulhasanalinadwi.org